

شامی مہاجرین کی حالت زار

عمران طہور غازی

گذشتہ تین برس سے شام خون آشام ہے۔ یہ خون آشامی آمر بشار الاسد کی ہر قیمت پر اقتدار سے چھٹے رہنے کی ہوں کا نتیجہ ہے۔ امریکا ہو یا روس، شام کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ ایک طاقت بشار کی حمایت کرتی ہے تو دوسری اپوزیشن کی۔ بھیڑ یوں کی اس جنگ میں نشانہ بے گناہ خوام بن رہے ہیں۔ اس جنگ کا نتیجہ ہے کہ یہ آگ بجھنے میں نہیں آ رہی۔ لاکھوں لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں ہجرت پر مجبور ہیں۔

سنتر فار ڈاکومیشن فار ولی لیشنز (Centre for Documentation for

Violations) کے مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۱۳ء تک ۷۹ ہزار ۵ سوے، جب کہ سیرین ابزر ویٹری فار جیومن رائٹس کے مطابق ایک لاکھ ۳۳ ہزار ۳ سو ۳ ہلاکتیں ہوئیں اور یہ عام شانی ہیں جو جاں بحق ہوئے۔ وکی پیڈیا کے مطابق ان تین سالوں میں فوج اور پولیس کے ۳۲ ہزار ۱۳، پیرامشی فورز کے ۱۹ ہزار ۴ سو ۲۹ رافراد خانہ جنگی کی نذر ہوئے۔ اسی طرح ریف دمشق میں ۲۲ ہزار ۸ سو ۹، الپو میں ۱۶ ہزار ۵۲، حمص میں ۱۳ ہزار ۳ سو، ادلب میں ۱۰ ہزار ۷، درعا میں ۸ ہزار ۳ سو اور دمشق میں ۷ ہزار ایک سو ۳، حلب میں ۱۲ ہزار ۴ سو ۳۲، حماۃ میں ۵ ہزار ۴ سو ۵۵ لاشیں دُفن کی جا چکی ہیں۔ خانہ جنگی کے باعث یہودی ملک نقل مکانی یا ہجرت کرنے والوں کی تعداد ۲۲ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ یہاں ایڈ کے مطابق اندر وون ملک ہجرت کرنے اور بے گھر ہونے والوں کی تعداد ۷۲ لاکھ سے زائد ہے۔ یہودی ملک رجسٹرڈ شامی پناہ گزین مختلف ملکوں میں قائم کیپوں میں کمپری کی حالت میں رہ رہے ہیں۔ لبنان میں ۱۰ لاکھ، اردن میں ۶ لاکھ، ترکی میں ۵ لاکھ، عراق میں ۲ لاکھ، مصر میں ایک لاکھ اور کچھ دوسرے ممالک میں پناہ گزین ہیں، جب کہ ایک لاکھ ۳۰ ہزار

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، مارچ ۲۰۱۳ء

شامی گرفتار یا لاپتا ہیں۔

شامی پناہ گزین اسرائیل کے علاوہ تمام پڑوسی ممالک میں پناہ لیتے ہوئے ہیں، جب کہ ایک بڑی تعداد یورپ میں بھی پناہ گزین ہے۔ نیوزیلند نے یورپ منتقل ہونے والوں کو خطرے کی گھنٹی قرار دیا ہے۔ یورپ کارویہ پناہ گزینوں کے ساتھ بخمل کارہا ہے، اور اس نے انھیں پناہ دینے کے بجائے گریز کارویہ اختیار کیا ہے۔ تاہم، کچھ ایسے یورپی ممالک بھی ہیں جنہوں نے آگے بڑھ کر تعاون کیا جن میں جرمی سرفہرست ہے۔ جرمی میں ۴۰ اہزار سے زائد لوگ پناہ لیتے ہوئے ہیں۔ پناہ گزینوں کا زیادہ تر دباؤ لبنان پر ہے۔ اقوام متحده نے کہا ہے کہ لبنان میں مقیم شامی مہاجرین کو بالعموم اور بچوں کو بالخصوص سخت قحط کا سامنا ہے۔ مصر کی فوجی حکومت کارویہ بھی پناہ نہ دینے کا رہا جس کے باعث پناہ گزینوں نے ادھر کم ہی رُخ کیا۔ اقوام متحده کی نومبر ۲۰۱۳ء کی رپورٹ کے مطابق یہ لوگ سخت سردی، خوراک کی قلت، صحت کی سہولتوں سے محرومی کے باعث انتہائی کسپری، مفلوک الحالی، غربت اور بے بی کی زندگی برقرار نے پر مجبور ہیں۔ پناہ گزین کیمپوں میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والے بچے ہیں جو اس کل تعداد کے نصف سے زائد ہیں، جب کہ اقوام متحده کے اعداد و شمار کے مطابق ان کی تعداد ۱۰ لاکھ سے زائد ہے۔ بچوں کی بڑی تعداد تعلیم سے محروم ہو گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کیمپوں میں تعلیم کی وہ سہولیات دستیاب نہیں ہیں جو ہونی چاہیں، نیز یہ بچے محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کیمپوں میں زندگی کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ویسے بھی کیمپوں میں کیاس سہولیات میسر ہو سکتی ہیں!

بشار نے اپنی حکومت کے خلاف ہونے والے مظاہروں کے خلاف طاقت کا بے محابا استعمال کیا۔ لاثی، گولی، آنسو گیس، گرفتاریاں، بکتر بندگاڑیاں اور ٹینکوں کا بے دریغ استعمال کیا ہے۔ جنگی جہازوں، توپوں اور میزائلوں سے بم باری کے ذریعے عام آبادیوں، اسکولوں، ہسپتالوں، مساجد اور گھروں کو نشانہ بنایا گیا، حتیٰ کہ پناہ گزینوں کے کیمپ بھی اس دست برداشتے محفوظ نہ رہے۔ بشار حکومت کے وحشیانہ تشدد، انسانیت سوز مظالم سے قیدی بھی نہ بچے۔

قفقاز سمندر کی ۲۱ جنوری کی رپورٹ جسے ترک ایجنسی (Anadolu) نے جاری کیا، کے مطابق مشرقی پولیس میں ۱۳ سال تک کام کرنے والا اہل کار قیصر، اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر

زیر حراستِ تشدید سے ہلاک ہونے والوں کی دوسال تک تصاویر بنا تارہا۔ اس نے ۱۱ ہزار لاشون کی ۵۵ ہزار تصاویر بنائیں۔ تغذیب خانوں سے لاشیں ملٹری ہسپتال لائی جاتیں، جہاں ہر لاش پر کوڈ لگایا جاتا اور فلاش ڈرائیو (flash drive) کے ذریعے ان تصاویر کو حکومتی ریکارڈ میں بھج دیا جاتا۔ یہ تصاویر اُتارنے کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اعلیٰ حکام کو یقین دلایا جائے کہ زیر حراستِ ملزم کو رہا نہیں کیا گیا، بلکہ ہلاک کر دیا گیا ہے، جب کہ لوحقین کو بتایا جاتا کہ قیدی دل کے دورے یا سانس کی تکلیف سے ہلاک ہوا ہے۔ دوسال تک قیصر یہ فوٹو گرافی کرتا رہا۔ دوسال کے بعد تنگ آ کر اس نے اپوزیشن سے رابطہ کیا اور بشار حکومت کا یہ ظلم دنیا کے سامنے آ سکا۔

قیصر کے مطابق روزانہ ۵۰ کے لگ بھگ لاشیں آتیں۔ تصاویر سے ہونے والی عکاسی کے مطابق زیر حراست افراد بھوک، پیاس، وحشیانہ تشدید، گلا گھونٹنے، بجلی کے جھکوں اور لوہے اور بجلی کے تاروں سے باندھنے سے ہلاک ہوئے۔ لندن کی ایک لیبارٹری نے ۲۶ ہزار تصاویر کا معائنہ کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ تصاویر درست ہیں، ان میں کمیوٹر کے ذریعے کوئی کام نہیں کیا گیا۔ اپوزیشن اس مسئلے کو انٹرپیڈ کریمبل کورٹ میں لے جانا چاہتی ہے۔

ایک جائزے کے مطابق گذشتہ تین سالوں میں ۱۲ لاکھ سے زائد گھر تباہی کا نشانہ بنے۔ شہر کے شہر کھنڈر بن گئے، جام جمالا شوں کے ڈھیر اور دیرانی ملک کا مقدر بن گئی ہے۔ اس صورت حال نے لوگوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ پناہ گزینوں کی حالت قابلِ رحم اور تشویش ناک ہے۔ اقوام متحده کے مطابق ۲۸ لاکھ افراد ہنوز امداد و تعاون کے منتظر ہیں، جب کہ اندر وون ملک بھی ایک بڑی تعداد کو امداد رکار ہے۔ امریکا، یورپ اور عرب ممالک اربوں ڈالر امداد دے چکے ہیں لیکن یہ امداد اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر بھی نہیں۔

۱۵ جنوری ۲۰۱۳ء کو دنیا کے ۲۰ کے لگ بھگ ممالک نے اقوام متحده کی ڈونز کا نفرنس میں شرکت کی۔ اقوام متحده نے شام کی خانہ جنگی سے متاثر ہونے والے ایک کروڑ ۳۰ لاکھ شامی مہاجرین کے لیے ۱۵۰ ارب ڈالر کی اپیل کی مگر اس میں صرف ۱۴۰ ارب ڈالر کے وعدے ہوئے، جب کہ ۵۰۰ ملین ڈالر صرف کویت نے دینے کا وعدہ کیا۔

دمشق کے جنوب میں واقع فلسطینیوں کے ایک مہاجر یکمپ یرموک، کی تفصیلات میدیا کے ذریعے سامنے آئی ہیں جو بہت ہولناک ہیں۔ یہ یکمپ گذشتہ تین ماہ سے حکومتی افواج کے محاصرے میں ہے۔ ہر قسم کی اشیاء خوردنوش یکمپ میں جانے سے روکی جاتی ہیں۔ یکمپ میں ایک لاکھ کے لگ بھگ لوگ محصور ہیں۔ مسلسل محاصرے کے باعث اشیاء خوردنوش ختم ہو چکی ہیں۔ خواتین، بچوں اور بوڑھوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ بچے بھوک کے باعث بلکہ تین ہیں اور تڑپ تڑپ کر مر رہے ہیں۔ مہاجر یکمپ کی مسجد کے امام و خطیب نے اس کیفیت میں حرام جانوروں کا گوشت کھانے کا فتویٰ دے دیا ہے۔

برطانیہ میں مقیم سرجن ڈاکٹر عمر جبار جنہوں نے ایک خیراتی ادارے بینڈ ان بینڈ میں شام کے لیے رضا کارانہ طور پر کام کیا اور کئی بار امدادی سرگرمیوں کے لیے شام گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ شام میں تنازع کے باعث ایک نسل تباہ ہو چکی ہے۔ آپ تصویر کریں کہ اگر آپ کا بچہ تین سال سے سکول نہ گلیا ہو اور آپ گھر سے باہر روزگار کے لیے نہ جاسکیں، تو کیا عالم ہو گا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ وقت ہے کہ انسانیت کی خاطر سوچا جائے۔ جلتی پر تسلی ڈالنے کا کام بند ہونا چاہیے۔

شامی بحران پر جنوری میں ہونے والے جنیوالو مذاکرات بھی ناکامی سے دوچار ہو گئے ہیں۔ مذاکرات کا دوسرا دور اس لحاظ سے ناکام رہا کہ فریقین کو اس میں بنیادی مقصد طے کرنے میں ناکامی ہوئی۔ انھی مذاکرات میں شام کی عبوری حکومت کا طریقہ کار طے ہونا تھا۔ جنیوالوں کی طرح یہ مذاکرات بھی اقوامِ متحده کے تحت منعقد ہوئے۔ جون ۲۰۱۲ء میں منعقد ہونے والے جنیوالوں مذاکرات میں امریکا، روس، چین، برطانیہ اور فرانس کے علاوہ ۴۰ ممالک کے وزراء خارجہ نے شرکت کی تھی جس میں عرب لیگ کے ۲۲ ممالک بھی شریک تھے۔ جنیوالو مذاکرات کے آغاز سے قبل ہی شامی اپوزیشن کے وفد نے اس پر اعتراضات کر کے شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ امریکا اور دوسرے مغربی ممالک کے دباؤ پر اپوزیشن نے شرکت کی۔ ان مذاکرات کا پہلا دور سوئزر لینڈ کے قبیل موظروں میں منعقد ہوا، جب کہ دوسرا دور تین دن بعد جنیوالو میں منعقد ہوا۔ اقوامِ متحده کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے پہلے اجلاس کی صدارت کی۔ مذاکرات کو اس وقت سخت نقصان پہنچا جب اقوامِ متحده نے ایران کو دعوت دے کر واپس لے لی۔ ایران کو مذاکرات کی دعوت دے

کروالیں لینے کی وجہ مبصرین یہ بیان کرتے ہیں کہ ایران بشار الاسد کا زبردست حامی ہے۔ اس وجہ سے وہ مذاکرات پر اثر انداز ہو سکتا تھا۔ ایران جنیوا و ان مذاکرات کے عبوری حکومت کے فیصلے کا مخالف تھا۔ اس موقع پر شامی حکومت اور اپوزیشن میں مذاکرات کا آغاز تو ہوا، لیکن کسی ٹھوس نتیجہ پر پہنچے بغیر اختتام پذیر ہو گئے۔ اقوام متحده کے خصوصی نمائندے برائے شام لخبر برائی کی نے بشار حکومت کو جنیوا میں ہونے والی اس دوسری کانفرنس کی ناکامی کا ذمہ دار ٹھیکارتے ہوئے کہا: ”شامی حکومت ملک میں خانہ جنگی ختم کروانے میں سمجھدہ نہیں۔“

شام کی صورت حال خوف ناک اور المناک ہے۔ تین سال کی خوزیزی اور خانہ جنگی کے نتیجے میں کوئی فریق اتنا طاقت و رہبیں رہا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکے اور دوسرے کو شکست دے سکے۔ عالمی طاقتوں دل چھپی لیتیں تو یہ مسئلہ اب تک حل ہو چکا ہوتا لیکن عالمی طاقتوں کے اپنے مفادات ہیں اور امت مسلمہ نکڑوں میں مٹی ہوئی، غیروں کے لیے تنوالہ اور زبوں حاملی کا شکار ہے۔ بشار نے ایسی حکمت عملی ترتیب دی جس سے وہ اپنے طاقت ور عالمی حلیف روں کو بڑی کامیابی سے اپنے حق میں استعمال کر پایا۔ اسی طرح ایران اور حزب اللہ کی بھرپور اخلاقی، سیاسی اور عسکری تائید حاصل کی، جس نے اسے مشرق و سطی پر پہنچنے والے دباو سے بچایا اور وہ انتہائی بے دردی سے اپنے شہریوں پر قوت استعمال کر پایا۔ ترک صدر عبداللہ گل نے انتباہ کیا ہے کہ اگر عالمی براذری نے شام میں خانہ جنگی رکوانے کی کوشش نہ کی تو شام مشرق و سطی کا افغانستان بن جائے گا۔ برطانوی جریدے اکانومسٹ کے مطابق شام کو پُر آشوب رکھنا مغربی منصوبے کا حصہ ہے۔ مسلم دنیا اور مسلم حکمرانوں کا کردار افسوس ناک رہا ہے اور عالمی غمیر سورہ ہے۔ اسلامی تحریکوں نے امت کو جگانے اور بیدار کرنے کے لیے آواز ضرور بلند کی ہے لیکن یہ آواز بھی صد اسحراً ثابت ہوئی ہے۔

شامی مہاجرین کی مظلومی و بے بھی اور بے چارگی کو اجاگر کرنے اور ان کی امداد کے لیے معروف صحافی اور نو مسلم مریم ریڈلے نے بھی گذشتہ دنوں پاکستان کا دورہ کیا۔ انھوں نے امت مسلمہ کو اپنا کردار ادا کرنے پر زور دیا۔ انھوں نے کہا کہ شام کو آج ہمارے آنسوؤں کی نہیں ہمارے مال اور دعاوں کی ضرورت ہے۔ اگر ہم ان مظلوموں کے لیے اور کچھ نہیں کر سکتے تو اتنا تو ہمارے

بس میں ہے کہ ہم ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں!

مضمون نگار سے رابطے کے لیے: www.ghazinaama.com.pk